خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 41

Track - 2

30:00

''۲۔ روح کا رقص''

''۳۔ سیرت طیبہ پر اجتماعی تفکر''

اعوذ باللہ ...

بسم اللہ ...

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ و کان اللہ بکل شیء علیما

ان اللہ و ملائکة یصلون علی النبی ... یا یھا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما

درود ابراہیمی......

حاضرین مجلس، روحانی ٹریننگ ورکشاپ بعنوان محمد رسول اللہﷺ کے شرکاء ۔ الحمد للہ آپ سب حضرات و خواتین نے یک ذہن ہو کر سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں اور مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کیا۔ ذہنی، دماغی اور روحانی صلاحیتوں سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا۔ ہر شخص نے بقدر ظرف اس بات کی کوشش کی کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کیا ہے؟ کیوں ہے ؟ اور خود سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ کائنات میں کس مقام اعلیٰ پر فائز ہیں۔فرشتوں کے لئے کس طرح روشنی اور نور ہیں۔ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے کس طرح راہ نجات ہیں۔ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ جب سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کے لئے منظور نظر ہوئی ہے اس وقت سے ایک عجیب سماں ہے ، ایک عجیب کیفیت ہے کہ جو بندہ یا بندی اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ رطب للسان ہیں ، خوش ہیں۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے۔ اس کے پس منظر میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت، نسبت اور تصرف مجھ عاجز گنہگار بندے پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو ، اس تصرف کو اور زیادہ فرمائے۔ حضور قلندر بابا اولیا کی غلامی میں آنے کے بعد میرے ذہن میں کئی باتیں ایسی آئیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ ان باتوں کا عملی مظاہرہ ہونا چاہئے۔ اس میں سے ایک بات یہ بار بار ذہن میں

آتی رہی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر حضور کے چاہنے والوں نے، حضور کے عشاق نے ہر گوشے پر ، ہر زاویے سے اظہار خیال کیا۔ لاکھوں کروڑوں صفحات حضور کی سیرت طیبہ پر لکھے گئے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر اظہار خیال نہ کیا گیا ہو۔ بڑی بڑی لوگوں نے عرق ریزی کے ساتھ ، محنت کے ساتھ ، دل کی گہرائیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر ریسرچ کی اور کتابوں کا ایک کتب خانہ بن گیا۔ جس طرح ہر مسلمان، حضور پاک ﷺ کا ہر امتی کچھ نہ کچھ حضور کی سیرت طیبہ کو سمجھنا چاہتا ہے ، کچھ نہ کچھ پڑھ لیتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ جتنا بھی ہوسکے عمل بھی کیا جائے۔ عام مسلمانوں کی طرح، عام امتیوں کی طرح میرے ذہن میں بھی حضور پاک ﷺ کی سیرت کا ایک نقش ابھر تا تھا۔ جب میں کتابیں پڑھتا تھا میرے ذہن میں ایک بات آتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سلسلے میں ہر پہلو پر لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔لیکن ابھی تک معجزات کی تشریح نہیں ہوسکی۔ بار بار یہ خیال آنے کے بعد توفیق ایزدی سے مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت ، حامل علم لدنی ، وارث حضور پاک ﷺ ، حضور قلندر بابا اولیا کے فیض سے یہ کام میں کرسکتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور جتنے بھی میرے دوست احباب مجھے ملے ہر شخص سے، جس سے بھی میں تھوڑا بھی بے تکلف تھا میںنے درخواست کی کہ یہ کام میں کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ غلط فہمی ہے کہ میں یہ کام میں کرلوں گا لہٰذا آپ حضرات میرے لئے دعا کریں کہ کسی صورت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ روحانیت کا ایک قانون ہے کہ جب کوئی خیال کسی ایک نقطے پر مرکوز ہوجائے اور اس خیال میں ارادہ شامل ہوجائے اور ارادے میں استحکام پیدا ہوجائے تو قانون قدرت کے تحت اس کا مظاہرہ ہونا امر یقینی بن جاتا ہے۔ تو جب میرے اندر یقین ....ہ روز سونے سے پہلے میں نے بہت ہی عاجزی ، انکساری کے ساتھ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام و درود بھیجا۔ اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ کا کرم ہوا کہ مجھ جیسے گنہ گار بندے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضری کی اجازت ملی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور درخواست پیش کی یا رسول اللہ! منہ چھوٹا ہے ، بات بڑی ہے ۔ ہمت بھی آپ نے دینی ہے۔ صلاحیت بھی آپ نے عطا فرمانی ہے ۔ دل چاہتا ہے کہ سیرت طیبہ کا ایک اہم پہلو معجزات ، اس کی تشریح کی جائے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور یہ بھی سب لوگوں کو علم ہے کہ پتھروں نے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن ایسا کس طرح ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ موجودہ دور جو سائنس کا دور کہلاتا ہے اس میں جب تک کوئی بات حجت اور دلیل کے ساتھ نہیں کی جائے لوگوں کے اذہان قبول نہیں کرتے۔ حضور پاک ﷺ نے بہت ہی محبت اور شفقت سے مجھ عاجز کو دیکھا ۔میں نے رسول اللہ ﷺ کی چشم مبارک میں جو خوشی دیکھی جو انوار و تجلیات مشاہدہ کئے اس سے میرا انگ انگ سیراب ہوگیا۔ اور میں مسرور

و شاداں ہوکر بہت ہی خوشی کے ساتھ الٹے پیروں دربار سے پھر اس عالم ناسوت میں آگیا۔ اور اس کے بعد سے مجھے پھر یہ یقین ہوگیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ مجھ سے کرادیں گے لہٰذا اس کام کو کرنا چاہئے۔ لیکن صورت حال یہ ہوئی کہ جب بھی میں نے اس کام کا ارادہ کیا تو میرے اوپر ایک خوف سا طاری رہا ۔ اور وہ میں نے جب غور کیا کہ یہ مجھے کس قسم کا خوف ہے۔ کیا صورت حال ہے ؟ تو میں نے یہ نتیجہ مرتب کیا کہ اصل میں یہ ادب و احترام کا خوف ہے۔ کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ قلم سے کوئی ایسا لفظ لکھا جائے جس میں بے ادبی اور گستاخی کا شائبہ ہو ۔ اگر ایسا ہوگیا تو کتاب لکھنا تو الگ بات ہے۔ دین بھی گیا، ایمان بھی گیا۔ بہرحال یہ کشمکش چلتی رہی۔ میں اپنے دوستوں سے دعائیں کراتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ مکہ مدینہ کا سفر آسان ہوگیا۔ وہاں جاکر بھی میں نے یہی دعا کی۔اور قصہ مختصریہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب لکھی گئی۔ میرے اوپر جو انعامات ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ بڑے عجیب ہیں۔آپ نے ایک کتاب پڑھی ہوگی روحانی علاج۔ تو روحانی علاج میں جتنے بھی عملیات ہیں ، یا نقش ہیں ، یا علاج ہیں۔ وہ سب حضور قلندر بابا اولیا کے لکھوائے ہوئے ہیں۔ اس میں میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں صرف ایک منشی ہوں، ایک کاتب ہوں۔ ہوتا یہ تھا کہ جب کوئی مریض آتا تھا تو حضور قلندر بابایا تو اسے کچھ پڑھنے کو بتا دیا کرتے تھے۔ یا نقش لکھ کر دیا کرتے تھے۔تو چونکہ وہ نقش میں ہی دیتا تھا مریضوں کو ۔ تو میں نے ایک کاپی بنا لی تھی ۔ تو جب وہ نقش لکھتے تھے مریض کو دیتے تھے تو وہ کاپی میں سامنے کردیتا تھا اس میں بھی نقل فرمادیا کرتے تھے۔ تو اس طرح وہ ایک کتاب بن گئی۔ مجھے شوق ہو ا کہ بھئی یہ تعویذ اور اعداد یہ کیا چیز ہیں تھوڑا سا میں نے پڑھا، کتابیں لایابازار سے ۔ بڑی بڑی کتابیں لیکر آیا، پڑھا تو عجیب میرے اوپر حیرت ہوئی کہ اس کتاب میں تو وہ کوئی تعویذ ہے ہی نہیں۔ ہر مرض کا جو علاج ہے وہ کتاب میں نہیں ہے منفرد ہے، الگ ہے۔ تو ایک روز میں نے حضور قلندر با با سے عرض کیا کہ حضور یہ جو اس میں تعویذات ہیں ، یہ جو اس میں عملیات ہیں اس کتاب میں وہ کہیں کسی کتاب میں تو ملتی نہیں ہے۔ نہ آپ کسی کتاب میں دیکھتے ہیں۔ آپ کو اتنا سارا کس طرح یاد ہوگئے۔ تو مسکرائے۔ اور مسکراکر فرمایا کہ نہیں نہ مجھے یاد ہے نہ آپ کو یہ کتاب میں اس لئے نہیں ملیں گے کہ میں کتاب سے لکھتا ہی نہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور پھر کیسے لکھتے ہیں آپ ؟ تو وہ کہتے ہیں میرے پاس کوئی مریض آتا ہے اور میں تشخیص کرتا ہوں کہ اس کو فلاں مرض ہے ۔تو میں لوح محفوظ پر دیکھتا ہوں کہ اس مرض کا علاج کیا ہے۔ جو لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں وہ نقش لکھ کر مریض کو دے دیتا ہوں۔ اور آپ کو لکھ کر کاپی میں دے دیتا ہوں۔ تو اس طرح یہ کتاب روحانی علاج مرتب ہوئی۔ یعنی اس کتاب میں جتنے بھی امراض کا علاج ہے دراصل وہ لوح محفوظ سے براہ راست منتقل ہوا ہے۔ اس کتاب کو میںنے ترتیب دیا۔ ترتیب دینے کے بعد خیال آیا کہ اس کتاب کا انتساب حضور خواجہ

غریب نواز کے نام سے کرنا چاہئے۔ پھر خیال آیا کہ داتا صاحب کے نام سے کرنا
چاہئے۔ پھر خیال آیا نانا تاج الدین ناگپوری کے نام سے کرنا چاہئے۔ مختصر یہ کہ
ذہن کسی ایک جگہ ٹھہرا نہیں۔ توا س سے میں عجیب زچ ہوگیا کہ بھئی کیا
بات ہے میرا ذہن ٹھہرتا کیوں نہیں ہے۔ تو ایک روز مغرب کے بعد

1

/D, 1/7

میں ، میں بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ لکھ رہا تھا ۔ لکھتے لکھتے کتاب کا خیال آیا کہ
اس کا کیا نام رکھنا چاہئے۔ تو بیٹھے بیٹھے وہ میں نے تکیے کے اوپر سر رکھ دیا۔
جیسے سجدے میں آدمی چلا جاتا ہے غیر اختیار ی طور پر مجھے نیند آگئی۔ سوگیا
میں۔ خواب دیکھا کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار ہے اور میں ایک
چھوٹا سا بچہ ہوں۔ سات آٹھ سال کا یا چھ سال کا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک
کتاب ہے۔ تو میں دوڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں دوڑا ہوا گیا۔
اور میں نے بالکل بچپنے کے انداز میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک کتاب
لکھی ہے۔ جیسے بچے کوئی الف بنادیتے ہیں، کوئی لکیر بنادیتے ہیں کتاب میں اور
اپنے والدین کو دکھاتے ہیں۔ تو حضور پاک ﷺ مسکرائے اور اس کتاب کے اوپر اپنا
ہاتھ رکھدیا۔ یہ روحانی علاج کا تذکرہ کررہا ہوں۔ جیسے ہی حضور پاک ﷺ نے
اس کتاب پر ہاتھ رکھا میری زبان سے الفاظ ادا ہوئے ...بحضور سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔انتساب ...بحضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ اور
فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ وہ میں نے کاغذ پہ لکھا اور بڑا خوش ہوا اور لکھا اس
لئے ایسا نہ ہو میں کہیں بھول جاؤں۔تو دوسری دفعہ۔ پہلی دفعہ روحانی علاج
کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا فیض براہ راست حاصل ہوا خواب میں ۔ اور
دوسری مرتبہ یہ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر خوشنودی کا اظہار
فرمایا۔تو یہ جو آپ لوگ سب کہتے ہیں یہ ابھی آپ کے مقررین بھی آئے تھے ۔
مفتی نعیمی صاحب، ڈاکٹر رشید صاحب، ڈاکٹر نور محمد صاحب کہ کتاب کو پڑھ
کر ایسا لگتاہے کہ آدمی اس دنیا میں ہی نہیں رہتا۔ اور یہ عظیمی صاحب نے
ایسا کردیا اور عظیمی صاحب نے ایسا کردیا۔ شیخ نے ایسا کردیا۔ شیخ نے ایسا
ویسا کچھ نہیں کیا۔ یہ اصل میں رسول اللہ ﷺ کی پسندیدگی ہے۔ جو انسان کے
انر میں اترجاتی ہے کتاب پڑھ کے۔اور جب رسول اللہ ﷺ کی پسندیدگی کسی
انسان کی روح میں اتر جاتی ہے تو روح سرشار ہوجاتی ہے۔ روح رقص میں
آجاتی ہے۔ روح چونکہ ساری کائنات کی ایک روح ہے ۔ روح ایک ہے۔ روح کے
روپ کروڑوں اربوں ہیں۔ اگر کسی ایک بندے کی روح رقص کرتی ہے تو چونکہ
روح ایک ہے تو کائنات کی اربوں کھربوں سنکھوں ہر روح رقص میں ہوتی ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ جب ہم اس کتاب کو اٹھاتے ہیں ۔ مقدس و مطہر اور پاکیزہ سیرت
طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری روح رقص میں آجاتی ہے۔ ہماری روح
سرشار ہوجاتی ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی محبت ہے۔ حضور پاک ﷺ کی

اپنی رحمت ہے۔ اپنی نسبت ہے۔ اور اس نسبت کے جو پیچھے یا اس نسبت کے
پس منظر میں جو چیز کام کررہی ہے وہ میرے مرشد حضور قلندر بابا اولیا کا
تصرف اور فیض ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ کتاب کو
پڑھا۔ اس کے اوپر تبصرہ کیا۔ اس تبصرے میں بے شمار باتیں میں نے تو نہیں
سنیں لیکن آپ حضرات نے جتنے لوگ ہوتے ہیں اتنی ہی گہرائی میں آپ غوطے
لگائیں گے تو نئے نئے موتی چنیںگے۔ تو آپ کے سامنے بھی نئی نئی باتیں آئیں۔ تو
یہ بھی کوئی آپ کا کمال نہیں ہے ۔ آپ کا وصف نہیں ہے۔ جس طرح اللہ کی
دی ہوئی توفیق کے ساتھ ، رسول اللہ ﷺ کی منظوری کے بعد مجھ جیسے گنہ گار
بندے نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو کاغذ پر منتقل کردیا۔ اسی صورت میں
اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے رسول اللہﷺ کی سیرت
طیبہ کا اجتماعی مطالعہ کیا۔ سیرت طیبہ پر گہرائی میں تفکر کیا۔ اور سب
سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ تفکر اجتماعی ہوا۔ انفرادی نہیں ہوا۔ انفرادی تو ہے
لیکن ایسا انفرادی ہے جس میں اجتماعیت شامل ہے۔ جتنا آپ خوش ہوسکیں یہ
خوش ہونے کا مقام ہے۔ جتنا آپ اپنے آپ کو سعید سمجھ سکیں اس سے کہیں
زیادہ آپ سعید ہیں۔ کہ اللہ نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھنے
کا موقع عطا فرمایا اور ذہنی یکسوئی کے ساتھ ۔ جب تک کسی چیز کے بارے
میںمحبت نہ ہو ، جب تک کسی چیز سے دل چسپی نہ ہو ، جب تک کسی چیز
کی اہمیت نہ ہو اس وقت تک آدمی اس چیز میں انہماک پیدا نہیں کرتا۔ تو یہ
محبت ہے۔ اور محبت کا جب تذکرہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... یحبنھم
کحب اللہ ولذین امنوا اشدوا حب اللہ ... کہ جو لوگ میرے محبوب بندے محمد
رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں وہ جتنی محبت کرتے ہیں اس سے میں کہیں
زیادہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ ظاہر ہے خالق کائنات جب کسی سے
محبت کرے گا توہر مخلوق اس سے محبت کرتی ہے ۔ خالق کائنات کل ذہن
ہے ۔خالق کائنات کے ذہن میں جو چیز آجائے گی وہ ساری کائنا ت میں نشر
ہوجاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جو آج توفیق عطا فرمائی ہے اکھٹے
بیٹھنے کی تو آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ مرکزی مراقبہ ہال کراچی میں
چھوٹی سی جگہ پہ لان میں ہم لوگ بیٹھے ہیں وہاں ہم نے علمی استعداد
بڑھائی ، وہاں ہم نے حضور پاک ﷺ کے بارے میں سوچ و بچار کیا۔ تو اگر آپ اس
بات کا یقین ہے اور یقین نہ ہونا کفر کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو
میرے بندوں سے جتنی محبت کرتا ہے میں اس سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہوں۔
تو یہ سارا وقت جو آ پ نے یہاں گزارا ہے آپ یہ نہیں سمجھئے کہ یہ چھوٹی
سی زمین کے ٹکڑے پر یہ وقت گزار دیا عالمین میں آپ نے اسی طرح وقت گزارا
ہے جس طرح آپ نے یہاں گزارا ، فرشتوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اللہ کے اولیاء اللہ
کی ارواح نے آپ کا ساتھ دیا۔ اس لئے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے
تو پوری کائنات کا ہر فرد جو اللہ سے محبت کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں
شریک ہوجاتا ہے۔ آج کا یہ وقت نہایت مبارک اور سعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں

ایسی سعادت عطا فرمائی ہے کہ جس سعادت کی وجہ سے فرشتے بھی ہمارے
شریک ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہم سے محبت فرمائی ۔ اولیاء اللہ کی ارواح
بھی ہماری طرف متوجہ ہوئیں۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ جتنا کچھ ہم نے پڑھا
ہے ، جتنا کچھ ہم نے سمجھا ہے ، جو کچھ تفکر سے ہم نے اخذ کیا ہے ، اس پر
ہمارا عمل ہو ۔ اور انشا ء اللہ جیسے جیسے ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ
پر غور و فکر کریں گے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں گے اسی
مناسبت سے ہم میں رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوگا ۔ اور جیسے جیسے رسول
اللہ ﷺ کی ہمیں قربت حاصل ہوگی اسی مناسبت سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب
ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی ہمت دے ، توفیق دے کہ ہم حضور
قلندر بابا اولیاء کے روحانی مشن کو ، یعنی رسول اللہ ﷺ کے مشن کو ، توحید کے
مشن کو ، روحانی مشن کو آگے بڑھانے میں سب مل جل کر دامے، درمے، قدمے،
سخنے ایک دوسرے کے ساتھی ہوں ، ایک دوسرے کے مدد گار ہوں ۔ اور یہاں بھی
سرخروئی حاصل ہو اور وہاں بھی سرخروئی حاصل ہو۔ ورکشاپ کے شرکاء کا
میں مشکور ہوں۔ ان کے لئے دعا گو ہوں کہ جس ذوق و شوق، جذبے و لگن ،
ایثار اور خلوص سے انہوں نے اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں
غور و فکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور یہ جو جذبہ ہمیں منتقل ہوا
ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا جذبہ ، فکر کا جذبہ، تفکر کا جذبہ ، طرز فکر کا
جذبہ اس میں استحکام اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ ہمیں حضور قلندر بابا اولیائ کی
نسبت عطا فرمائے۔ اور ہم اس جذبے کو اس لگن کو ، اس ایثار کو صرف اپنے
بھائیوں تک ہی محدود نہ رکھیں ، تمام امت مسلمہ میں اس کو پھیلانے کی
کوشش کریں اور پوری نوع انسانی کو اس طرف متوجہ کریں۔ ڈاکٹر نور محمد
صاحب اور تمام منتظمین ، ورکشاپ کے تمام منتظمین ، منصور صاحب، وقار
یوسف صاحب، کامران باسط صاحب اور جتنے بھی لوگ اس خوبصورت مجلس
سے سجانے میں معاون ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو، ان کے جذبے کو قبول
فرمائے۔ میرا اورآپ کا اللہ تعالیٰ ساتھی ہو۔ ہم سب کی کوتاہیوں کو، لغزشوں
کو، غلطیوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔ اور ہمارے والدین کی مغفرت فرمائے۔
آمین یا رب العالمین۔ آپ سب حضرات کا بہت شکریہ۔